بسم اللہ الاول الآخر الرحمان الرحیم

# بطلِ جلیل

مصنف : محمد نبراس

بسمِ اللہ الرحمان الرحیم

# "بطلِ جلیل"

{ the man with noble qualities}

## وہ نا قابلِ فرموش ہے،

## اسے نہ بھلایا ہوتا تم نے !

1885...1948عیسوی۔

پوت کے پیر، پالنا میں دِکھ جات:

برکنارِ چناب ایک مختصر آبادی میں قائم درس میں نئے نئے آ داخل ہونے والے اُس لمبے قد اور مضبوط کاٹھ کے لڑکے نے تیسرا دن بھی بغیر کچھ کھائے کے گزار دیا، تو ساتھی طلباء نے مکرم معلّم رحمہ اللہ کے حضور سب کچھ، آ کر عرض کر دیا کہ: استاد جی! ہم نے اس پنجابی کو کئی بار کہا ہے کہ کھانا تو لوگوں کے گھر سے مانگ کر کھانا پڑیگا۔ نہیں تو کیسے پڑھیگا؟ مگر یہ نہیں مانا۔ قابلِ صد احترام مدرسِ اسلام نے بلا کر سمجھایا۔ تعلیم مفت ہے اور قیام و طعام بھی۔ مگر جسکے گھر تمہارا رزق ہوگا، مانگ کر لاؤ گے تو کھاؤ گے۔ ورنہ کیسے نبھاؤ گے؟

عرض گزار ہوئے: ہمارے گھر سے کئی لوگ بن مانگے، آ کے کھاتے ہیں، میں کیونکر مانگنے جا سکتا ہوں۔ استادِ ذو مرتبت نے اسکی تفصیل معلوم کی تو پتہ چلا کہ طلبِ علم میں گھر سے چلنے والا یہ غیرت مند، زمیندار خاندان سے ہونے کے سبب، سائل کی جھولی میں ڈالتا تو رہا ہے، خود کسی کے در پر ہاتھ پھیلا نہیں سکتا۔ تو

اس پُر وقار، صاحبِ صلاحیّت طالب علم کا کھانا اپنے گھر سے مہیا کرنے لگے۔ رحمۃ اللہ علیہما۔

وہ پڑھتا تو سبکے ساتھ بیٹھ کے تھا، مگر یاد کرنے کیلیئے ہم درسوں کا ساتھ دینے کی بجائے، نماز، ذکر وفکر اور استاد جی کے کاموں میں لگا رہتا۔ جب سنانے کا وقت آتا تو سب پڑھا ہوا بسہولت سنا کر سرخرو ہو جاتا اس انداز سے استاذ رحمہ اللہ کو قلبی مسرّت ہوتی اور طلبآء کو ذہنی حیرت کہ رٹے اور دہرائے بغیر کیسے اتنی عمدگی سے سنا دیتا ہے۔ جب انکا یہ تعجب اس طالبِ صادق پر ظاہر ہوا تو اسنے بتایا: میں کسی بھی چیز کو ایک بار غور سے سن یا پڑھ لوں، پھر اسے کبھی نہیں بھولتا۔ اسنے کلام اللہ العظیم بھی اسطرح حفظ کیا تھا۔

اسم با مسمّٰی:

یہ تھے وہ عظیم محافظِ عقیدۂ ختمِ نبوّۃ ﷺ (ورحمت اللہ علیہ۔) جنکا نامِ نامی اسمِ گرامی حضرت سیّدنا ’غلام محمدؒ‘ جنکے بارہ میں حضرت محمد رسول اللہ قاسم العلومِ والخیرات ﷺ نے قبلۂ عالم رحمہ اللہ سے فرمایا تھا: ’ہم نے غلامِ محمد کو علم حدیث دیا، اسے کہو حدیث پڑھایا کرے۔‘

انھوں نے جنم لیا ضلع گجرات میں، حصول علم کی ابتدآء کی قریب کی ایک خانقاہ میں، اور اسی لئے واردِ گھوٹہ محمد پور (ضلع ملتان) ہوئے۔ تکمیل کیلیئے رامپور وغیرہ گئے۔ آپنے ۱۳ سال کی عمر میں حضرت قبلۂ عالمؒ سیّدنا مہر علی شاہ رحمہ اللہ کی خدمتِ بابرکت میں حاضر ہو کر بیعتِ آنجناب کی سعادت حاصل کی تھی۔

گھوٹہ سے محترم استاذ نے شاہ جمال بھیجا مگر دوسرے دن ہی واپس آ گئے۔ اور کسی دوسرے منبع علوم و فنون کا پتہ پوچھا۔ استاذ صاحب نے رامپور وغیرہ کی نشان دہی فرمائی۔

منزلِ مقصود کیلیئے روانہ ہوئے۔ چند دن بیابان میں بغیر خور و نوش چلتے رہے۔ آخر ناتوانی کے غلبہ سے غش کھا کے گر پڑے، سنبھلنے پر خود کو ایک بوستانِ خرم ہوا میں پایا۔ گویا کہ سعدی کا وطن تھا، شیراز کی تازہ ٹھنڈی ہوا۔ چشمۂ آبِ شیریں جاری تھا۔ طرح طرح کے میوں سے لدی ٹہنیاں، پھلوں کو جھولے جھلاتی تھیں اور آپکو استقبالی نغمے سناتی تھیں۔ اطمنان سے اٹھے، وضو و غسل کیا۔ دوگانۂ شکرانہ ادا کیا۔

آبِ شیریں سے سیراب ہوئے شکرِ رب کو جھکے۔ اب بھوک نے اپنی طرف متوجہ کیا۔ درختوں پر لگے پھلوں کی طرف بڑھا ہوا ہاتھ حدیث نبوی ﷺ نے روک لیا۔ فرمایا تھا 'اوپر سے نہ توڑا کرو، نیچے پڑے کھایا کرو'۔ (یہ آپ ﷺ نے ایک صحابی سے فرمایا تھا۔) شکم سیر ہونے پر، نیند نے غلبہ پایا۔ جب جاگے خود کو اسی ویرانہ میں پایا۔ وہی صحرآء جو جادۂ منزل تھا۔

ہند کی مشہور و مایۂ ناز علمی شخصیّتوں سے علوم و فنون میں اپنی عطیہ الٰہی صلاحیّتوں کی داد پانے اور سندات حاصل کرنے کے بعد وہیں فیض وراثتِ انبیآء کے چشمہ سے طلبآء نورِ رحمت کو سیراب کرنے لگے۔ دورانِ حصولِ مقصود اپنی روزمرہ ضروریات زندگی کے لئے ذہنی خدمات کو کام میں لائے۔ یوں اپنے اخراجات پیدا کرنے کے ساتھ ساتھ نادار طلبہ کے نفقہ کا بھی سبب بنے رہے۔ عرصہ دراز تک مراکز علوم میں تدریس سے تجربہ کے ساتھ شہرہ بھی پایا۔ مگر ملتان والے مکرم استاذ حضرت جمال اللہ رحمہ اللہ نے اپنے حق کے واسطہ سے آپ کو اپنی درس گاہ کو آباد کرنے کا ارشاد فرمایا تو انکے احترام میں واپس بستی گھوٹہ محمد آ گئے۔ وہیں آپکے نومولود بیٹے 'فیض الحسن' کی وفات کے بعد قبلۃ العالم رحمہ اللہ نے انہیں غمگین دیکھ کر تسلی دی اور ایک تعویذ دیکر فرمایا: اللہ تبارک تمہیں بیٹا دیں گے، اسکا نام 'محمد' رکھنا۔ چنانچہ آپکے ہاں بیٹا متولد ہوا۔ جسکا نام اول 'محمد' رکھا بعد میں عبدالحیؒ کا اضافہ فرمایا۔ آپ عرصہ دراز تک علوم متداولہ کی تدریس فرماتے رہے جس پر آپکی معقولات میں قابلیت کی شہرت زمانہ قدیم سے تھی۔ سرکار دو عالم ﷺ کے علوم الحدیث عطا فرمانے پر آپکی توجہ یک سر تدریس علومِ حدیثیہ کی طرف ہو گی۔

سنہ ۱۹۲۵ء مین ریاست بہاولپور کے امیرِ مکرم نواب صادق محمد عباسی (اللہ وسایا رحمہ اللہ) کی مصرّانہ طلب پر، بعد از مشورۂ قبلۃِ العالمؒ، ریاستِ اسلامیہ عباسیہ بہاول پور منتقل ہو گئے۔ جہاں جامعہ عبّاسیّہ (islamic university) کی بنیاد رکھی اور پہلے شیخُ الجامعہ (vice chancellor) ہوئے۔ ''غلامِ محمد گھوٹوی ہال'' انہی کے نام کا قائم ہے۔

""<<< معرکۂ ختمِ النبوۃ >>>""

ازروءِ ترکیبِ قرآنیہ:...وَ "خاتمُ النبین"۔۔حضرت محمد رسول اللہﷺ، اللہ سبحانہٗ کے سارے نبیوں کے آخری نبی ہیں۔شروع دن سے آج دن تک پوری امتِ محمدیہ کا اجماع اسی پر ہے کہ اس ترکیب کا معنٰی، "اللہ کا سب سے آخری نبی" ہے۔(رتبہ کو لیا جائے تب بھی، اور زمانہ کو لیا جائے تب بھی، ہر اعتبار سے آپﷺ اللہ کے آخری نبی ہیں۔کیونکہ 'لانبیَّ بعدی' میں نبی کی نفی سے نبوۃ کی جنس کی نفی کی گئی ہے۔(کہ حدیثِ نبوی ہے:...اِلّا اَنّہٗ لانبوَّۃَ بعدی۔امامِ احمد رحمہ اللہ عن سعد بن ابی وقاص)۔ حضرت احمد مجتبٰی محمد مصطفٰیﷺ کی ۲۰۰ سے زائد حدیثیں اسی مضمون کو ادا کرتی ہیں کہ آپﷺ ایسے نبی اللہ ہیں کہ جب آپکی ولادت ہوگئی، کسی نبی نے پیدا نہیں ہونا۔آپکا ارشاد: 'انا خاتم النبین، لانبیَّ بعدی'۔اس باب میں فیصلہ کن ہے۔القرآن، متواتر حدیثیں اور اجماع، اس عقیدہ کو فردِ ایمان بتا رہے ہیں۔لہٰذا اس ایمانی عقیدہ کو نہ ماننے والا، یقیناً، اسلام کی نگاہ میں، کافر ہے۔یہ کوئی فرقہ وارانہ اختلاف نہیں، بلکہ دین کا بنیادی مسئلہ ہے۔اسے زرا سا بھی چھیڑنا ایمان سے ہاتھ دھونے کے برابر ہے۔

........مرزائیت کا مقدّمہ........

بہاولپور آمد کے بعد حضرت محدث گھوٹوی رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے از ۱۹۲۶ء تا ۱۹۳۵ء، کا عرصہ مقدّمہءِ مرزائیہ کا معرکہ سرانجام دینے میں بسر فرمایا۔

اس زمانہ میں بہت سے لوگ مرزاءِ غلامِ احمد از قادیان کے دعوئ نبوت کو عام فرقہ جاتی مناقشہ سمجھتے تھے۔اسی لئے عدالتیں مسلمانوں اور مرزائیوں (احمدی مرتدوں) کے مابین قضایا کو اسی تناظر میں نمٹاتی تھیں۔جب بہاول پور میں بھی یہی طرز اختیار کیا گیا تو حضرت الشیخ الجامع 'غلامِ محمد گھوٹوی' شیخ الجامعہءِ جامعہ عبّاسیہ نے شیرِ نہفتہ اندر بیشہ کی طرح انگڑائی لی اور میدان کارزارِ ایمان میں اترے۔

دعوٰی یہ تھا کہ: یہ عقیدہ دیگر افرادِ ایمان کے برابر کا فردِ ایمانی ہے کہ: آقاءِ کل، ھادیءِ سبل

سیّدنا محمد رسول اللہ ﷺ کا آخری نبی ہونا اسطرح ہے کہ آپکے بعد کوئی بھی نبی (کسی بھی طرح کا کہو) بالکل نہیں ہوسکتا۔ اسلئے مرزا غلام احمد قادیانی بسبب اپنی نبوۃ کے دعوی کے مرتد ہوا اور اسکا ماننے والا بھی۔ (خواہ اسے نبی مانے / مجدد مانے۔) اسے مسلم ماننا بھی کفر ہے۔ جیسا کہ کسی بھی کافر کو، جبکہ اپنے کفر پر قائم ہو، مسلم نہیں مانا جاسکتا۔ اھ۔

مرزا کی اس دھوکہ دہی کا پردہ چاک کرنا ضروری تھا کہ یہ ایمان کا معاملہ تھا۔ بہت سے اہلِ ایمان، اسکے دجل سے ایمان سے ہاتھ دھو بیٹھے تھے۔ چنانچہ اپنے آقاء خاتم النبیین، آخر الانبیآء فی الرتبۃ والزمان، کی امت کو اس کفر سے بچانے اور ایک ناپاک فتنہ سے تحفظ فراہم کرنے کیلئے مسلسل نوسالہ محنتِ شاقّہ کے بعد، دنیا میں پہلی مرتبہ عدالت سے ختمِ نبوہ کو فردِ ایمانی منوا کر، اسکے انکار کو کفر قرار دلا کر حضرت سیدنا الشیخ الجامع محدثِ زماں نے عدالت سے تحفظ ختمِ نبوۃ کا قانون منظور کرالیا۔ جسکی بناء پر ایک عدالتِ صوبۂ سندھ 'جیمس آباد کورٹ' نے، پھر صوبہ پنجاب کی 'ھائی کورٹ راول پنڈی' نے اسکے مطابق مقدمات کے فیصلے دیئے۔ اور آخرِ کار 'مملکتِ اسلامیہ پاکستان کے 'آئین' کا ایک لازمی اور غیرِ متبدّل حصہ قرار پایا''، جسکی حفاظت اھلِ اسلام کی اوّلین ذمہ داری ہے۔ دنیا بھر کے مسلمانوں کو اپنی اس ذمہ داری کا بھی حق ادا کرنا ہوگا ورنہ چھڑانے والا (ﷺ) خود پکڑنے والا ہوگا۔

حضرت سیّدنا شیخ الجامعہ رحمۃ اللہ علیہ کا روضۂ پاک، گھوٹوی روڈ، ملوک شاہ بہاولپور کینٹ میں ہے۔

مضمون نگار: محمد نبراس۔ رحمہ اللہ رب الناس، امین۔

معرفت: نعمانی۔ خطیبِ مسجد حضرت شیخ الجامعہ۔ گھوٹوی روڈ، محلّہ ملوک شاہ بہاول پور، کینٹ۔